

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پانچواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 29 دسمبر 2018ء بروز ہفتہ بھر طبق 21 ریج الاؤل 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	قرارداد نمبر 5 مبنابر جناب ذیش کمار، رکن اسمبلی۔	05
4	zero hour	14

ایوان کے عہدیدار

اپسیکر میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اپسیکر سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی شمس الدین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون) عبدالرحمن
چیف رپورٹر مقبول احمد شاہواني
ریسرچ افسر میر باز خان کاکڑ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 29 دسمبر 2018ء بروز ہفتہ بھطابن 21 ریتیں الاول 1440 ہجری بوقت سہ پہر
3 بجکر 45 پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر بلوچستان صوبائی
اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنْتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلُّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ كُلُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

﴿پارہ نمبر ۱ سورۂ التوبۃ آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹﴾

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو
تکلیف پنجھے حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان
ہے۔ پھر بھی اگر مذہب پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا
اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ وَمَا عَلِمْيَنَا إِلَّا أَنْبَلَغَ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ حسْم اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئئہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد اکبر مینگل صاحب نے کوئئہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب نے کوئئہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بانو صاحبہ نے عمرے کی ادائیگی کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربانی خان صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نے کوئئہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ جناب ظہور احمد بلیدی صاحب، صوبائی منستر۔۔۔ (مدخلت)

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ اپسیکر صاحب۔ ایک بڑا تم point ہے۔ میں نے بارہاں فلور پر اٹھایا ہے۔ ایسا ہے کہ کوئی تین ماہ پہلے ہزار گنجی میں۔۔۔ (مداخلت) **جناب قائم مقام اپسیکر:** زیرے صاحب! ایک بار کارروائی آگے لے جاتے ہیں۔ zero-hour میں پھر آپ اس پربات کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام اپسیکر: وزیر صاحب اپنی قرارداد نمبر 5 پیش کریں۔ وزیر صاحب میرے خیال سے نہیں آئے ہیں تو۔ جی دنیش صاحب۔

قرارداد نمبر 5

جناب دنیش کمار: صوبائی اسمبلی بلوچستان کا یہ ایوان انسانی حقوق کے محاذ پر ایک بڑی سفارتی کا میاںی حاصل کرنے پر وفاقی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ وفاقی حکومت کی کاؤنسل پر امریکہ کو مذہبی پابندیوں کی خصوصی فہرست سے پاکستان کا نام اس وقت واپس لینا پڑا جب امریکی حکام کو دفتر خارجہ طلب کر کے احتجاجی مراسلہ دیا گیا۔ اور اس الزام کو یکسر مسترد کر کے دو ٹوک الفاظ میں یہ باور کرایا کہ پاکستان ہر لحاظ سے اقلیتوں کے حقوق کا ضامن ہے۔ پاکستان کا قومی کمیشن برائے انسانی حقوق مکمل طور پر فعال ہے۔ اور پاکستان کو کسی ملک سے اقلیتوں کے تحفظ کا درس لینے کی ضرورت نہیں۔ پاکستان کے آئین میں نہ صرف اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت دی گئی ہے بلکہ پاکستان کی وفاقی اور تمام صوبائی اسمبلیوں میں اُن کیلئے سیٹیں بھی منصص کی گئی ہیں۔ یہ ایوان سفارتی سطح پر پاکستان کی مزید کامیابیوں کیلئے دعا گو ہے۔

جناب قائم مقام اپسیکر: جی شکریہ۔ دنیش صاحب اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب دنیش کمار: جناب اپسیکر صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ دنوں امریکہ کی جانب سے یک طرفہ طور پر کہا گیا ”کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کو مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے“۔ اس پر ہمارے وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان نے جرأۃ مندانہ اقدام کیا۔ اور انہوں نے وزیر خارجہ کے through خارجہ میں اُنکے سفیر کو بیلا یا۔ اور انہوں نے دو ٹوک موقف اختیار کیا کہ یہ بالکل یک طرفہ ہے۔ دُنیا میں انہیں اور جگہوں پر نظر نہیں آتا صرف پاکستان میں ہی نظر آتا ہے۔ حالانکہ پاکستان نے امریکہ کی وجہ سے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ امریکہ کی وجہ سے ہم ابھی یہ جو گنگ، جو ہم عذاب سہہ رہے ہیں وہ امریکہ کی وجہ سے ہے۔ مگر انکو حساس نہیں ہے۔ جب یہ دو ٹوک موقف پیش کیا تو مجبوراً امریکہ نے یہ چیز واپس لے لی۔ جس کیلئے ہم

جناب وزیر اعظم پاکستان، عمران خان کے بہت مشکور ہیں کہ انہوں نے اس طرح سے جرأۃ مندانہ اور حقیقت پسندانہ اور دوڑوک موقف اختیار کیا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں حکومت کی جانب سے کہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے اور ساتھ ساتھ میں یہ بتا دوں۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے آپ سے کہا تھا کہ as a minority ہمیں کسی قسم کی یہاں کوئی بھی مذہبی پابندی نہیں ہے ہم اپنے مذہبی فرائض انجام دینے میں آزاد ہیں ہمیں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے۔ even میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ہمارے دو دوست ہیں ہمارے مولوی حضرات بھی ہمارے ہماروں میں شرکت کرتے ہیں۔ جن کیلئے میں انکا شکرگزار ہوں۔ ہمیشہ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔ تو اس لیے میں وفاقی حکومت کا ایک دفعہ پھر شکرگزار ہوں کہ انہوں نے جرأۃ مندانہ اور پاکستان کا موقف پیش کر کے پاکستان کے عوام کی آواز وہاں تک پہنچائی ہے۔ بہت بہت شکر یہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ نیش۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): نیش صاحب نے پچھلے دونوں یہاں یہ آواز بلند کی امریکہ کے خلاف جس پر ہم نے انکو سراہا۔ اور انکو اپنے کامل تعاون کا یقین دلایا۔ اب بجائے اس کے کہ آج کی یہ قرارداد نیش صاحب کی طرف سے ہوتی۔ اس وقت ہم یہی expect کرتے تھے وہ نہیں ہوا۔ تو ایک دوسری قرارداد آگئی۔ جس میں وفاقی حکومت کی صرف مدح خوانی ہے۔ اس کی تو ہم اپوزیشن کے لوگ حمایت اس حوالے سے نہیں کرتے ہیں۔ نیش صاحب یہ قرارداد لائیں تو ہم سر آنکھوں پر انکا ساتھ بھی دیں گے اور انکو خوش آمدید بھی کہیں گے۔ یہ قرارداد نہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ ملک صاحب۔ جی میڈم بشری۔

محترمہ بشری بی بی رند: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں specialy اسپیکر صاحب! آپ کو thank you کرنا چاہتی ہوں کہ پرسوں میں نے جو کچھ گلے کیتے تھے کہ ہمارے Woman Chamber کے حوالے سے۔ آج آپ نے آکر personaly visit کیا اور ہمارے تمام مسائل سنے۔ اور انشاء اللہ حل کرنے کیلئے بھی آپ نے فوری طور پر اقدامات کیتے۔ تو اس کیلئے میں آپ کی بہت شکرگزار ہوں۔ بہت شکر یہ کہ آپ نے خواتین کے مسائل کو personaly Thank you لیا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ میڈم۔ جی۔

جناب مکھی شام لال: already قرارداد پیش ہوئی تھی۔ جہاں تک اقلیتوں کے متعلق امریکہ کہہ رہا ہے۔ ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے اور زبردست مدت کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں کامل آزادی حاصل ہے۔

جنہی پاکستان میں اقلیتوں کو آزادی حاصل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہاں؟ یہ تو امریکہ کی جگہوں میں بھی نہیں ہوتی۔ تو اس لیئے اس قرارداد کی میں مکمل حمایت کرتا ہوں۔ جو دنیش کمار نے پیش کی ہے۔ تو امریکہ کی ایک بار پھر میں نہ ملت کرتا ہوں۔ Thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ شام لال۔ آیا قرارداد نمبر 5 منظور کی جائے؟ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اسپیکر صاحب! جس طرح اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا کہ اس حوالے سے اگر تم اس کی تفصیلات میں جائیں گے تو یقیناً بننا! آج اقلیت کے ہمارے ممبر نے مدد خواہی تو کی لیکن یہ ہمیں بتائیں کہ مااضی میں ان کے کتنے ہندو لوگ ہمارے ملک سے یہاں سے migrate کر گئے؟ یہ بھی آپ بتائیں کہ کیسا انکا تحفظ کیا جا رہا ہے؟ کتنے لوگ یہاں سے گئے؟ تو اس حوالے سے میں پھر بعد میں تفصیل بولوں گا۔ لیکن اس حوالے سے یہ بتائیں کہ صرف یہ مدد خواہی و فاقی حکومت کی نہ کریں۔

جناب دنیش کمار: زیرے صاحب! میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں زیرے صاحب کو تادوں کہ بلوچستان واحد صوبہ ہے جہاں سے اقلیتی برادری نے migrate نہیں کی ہے۔ اور even جب 1947ء میں تب بھی نہیں کیتے اور مجھے فخر ہے اپنے بلوچ بھائیوں اور اپنے پڑھان، پشتون بھائیوں پر کہ انہوں نے ہمیشہ ہماری حفاظت کی ہے ہمیشہ ہمیں گلے سے لگایا ہے۔ اور یہ انکی غلط نہیں ہے یہ دور ہونی چاہیے۔ (ڈیسک بجائے گئے) اور جہاں تک بات ہے migration کی میں کہتا ہوں کہ اگر 100 مسلم خاندان یہاں سے migrate ہو گئے ہوں گے تو ایک ہندو خاندان یا ایک کریپشن خاندان ہوا ہو گا زیادہ نہیں۔ اگر سماجی نا انصافی کی بات کریں تو سب کے ساتھ ہوئی ہیں ایک صرف اقلیت کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ بالکل میں واضح کر دیا چاہتا ہوں اور اس بات کی تائید جناب شناہ بلوچ صاحب بھی کریں گے۔ انکے علاقے میں بھی پرسکون اقلیت ہمارے سارے اس چیز کی تائید کریں گے اگر نہیں ہو تو میں ایوان چھوڑ دوں گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شناہ بلوچ صاحب۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: سُمَّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ شکریہ جناب اسپیکر! و یہے جس طرح قرارداد پیش کی گئی تھی۔ اول توبات یہ ہے کہ یہ قرارداد و فاقی حکومت کو قومی اسمبلی یا سینٹ میں پیش کرنی چاہیے تھی کہ اگر یہ انکی کار کردگی ہے انکی کوئی کوشش ہے۔ انہوں نے امریکہ کو منوایا کہ جی جو سٹ ہے black یا gray۔ جس میں اقلیتی امور سے متعلق پاکستان کے حوالے کچھ تشویش کا اظہار کیا گیا تھا۔ یہ تو قرارداد وہاں پر لے جانا چاہیے تھا۔ اگر بات آتی ہے بلوچستان کی۔ میں اس discussion میں جانا نہیں چاہتا جناب والا! امریکہ نے اقوام متحده

کی ایک رپورٹ کے تحت۔ کیونکہ ہم چیزوں کو context میں نہیں دیکھتے۔ ہمارے لیے امریکہ کسی کا نانا، چاچا، ماموں زادبھیں ہے نہ چین ہے نہ سعودی عرب ہے۔ ہمارے لیے پاکستان کی یقیناً integrity، اُسکی سالمیت اُسکے حقوق کے جو یہاں رہنے والے شہری ہیں جو قلیتیں ہیں چاہے وہ مذہبی قلیتیں ہوں تو می قلیتیں ہوں ہر قسم کا تحفظ ہے۔ اس پر constitution کا آرٹیکل 36 ہے۔ جب اقوام متحده نے ایک رپورٹ مرتب کی جناب والا! وہ رپورٹ دنیش بھائی بالخصوص آپ سنیں۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ اس طرح کے فورم میں بڑی substantive اگر آپ نے یہ قرارداد منظوری کیلئے پیش کی تھی تو آپ figures کے ساتھ اقوام متحده کی اُس رپورٹ کو، جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ جی بالکل، بالخصوص بلوچستان میں 2005ء کے بعد بہت بڑی قلیتی آبادی migrate کرنے پر، بلوچستان چھوڑنے پر مجبور ہوئی جو ہمارے لیے قبل افسوس ہے۔ وہ ہمارے وطن کا ہمارے خون کا حصہ ہیں اُس میں بالخصوص آپ کیا؟ اور آپ سے زیادہ کیا کہوں کہ جس اس اسمبلی کا former speaker ڈپٹی اسپیکر ارجمند اس بگٹی بھی یہ وطن چھوڑنے پر پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ کسی اور وطن کی شہریت لی۔ ڈاکٹر تارا چند کے بھائی مارے گئے وہ یہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ ڈیرہ گلی میں ہندو برادری سب سے زیادہ میں نے ہمیشہ ہر فورم پر کہا ہے کہ پشتونوں میں پشتون ”ولی“ ہے۔ اور بلوچوں میں ایک چیز ہے اُس کو کہتے ہیں ”رواج“۔ اور رواج ہمارا un-written constitution ہے۔ یہ 1958، 1962، 1963، 1973 کے بعد آئے۔ یہ تو social Constitution کے بعد آئے۔ یہ citizens contact کا پاکستان کے ساتھ۔ لیکن ہمارے یہاں اقلیتوں کے ساتھ دو ہزار سالوں سے ایک رسم، ایک رواج اور ایک غیر تحریری آئین اور قانون چل رہا تھا جس کے تحت ہم اقلیتوں کو اپنے لوگوں سے زیادہ عزّت، حیثیت اور تحفظ دیتے آ رہے ہیں۔ بلوچستان میں 2000ء باخصوص 2002، 2003، 2003ء سے پہلے ایسی کوئی صورت حال نہیں تھی۔ میری ایک رائے ہے۔ ادھر امریکہ کو برا بھلانہ کہیں۔ یہ رپورٹ اقوام متحده کی ہے اس کی روشنی میں امریکہ نے اور بہت سے ممالک نے پاکستان کو اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے gray list میں ڈالا۔ اس کا طریقہ کاری یہ ہے کہ ان میں جو issues raise کیئے گئے تھے۔ یعنی اب ایک چھوٹی سی مثال دوں۔ ہمارے ہاں اقلیتوں کو ہم تو بڑی بات کرتے ہیں چلو فورم پر، ہم نے کیا عزّت اور حیثیت دی ہے انکو۔ ہم سوائے صفائی کے کام کیا نہ کسی اور کام کیلئے تو اہل بھی نہیں سمجھتے۔ چرچ پر گزشتہ سال حملے ہوئے ابھی تک وہاں جو متاثرین ہیں انکو کیا کہتے ہیں، انکی compensation وہ انکو نہیں دی گئی۔ ہمارے علاقوں میں ہم جانتے ہیں وہ ہمارے ساتھ برابر کے شہری ہیں برابر کے انسان ہیں۔ تو اس میں جناب والا! جو

تشویش جو مسائل کا ذکر اس روپورٹ میں ہے۔ اگر اس ایوان میں پیش کیا جائے کہ وہ کوئی بنیادیں تھیں جن کے اوپر یہ تحفظات اٹھائے گئے؟ وہ کیسے حل کیتے گئے؟ آیا حکومت پاکستان نے، حکومت بلوچستان نے آئین کے آرٹیکل 36 کے تحت وہ تمام جو اقلیتوں کے حوالے سے تحفظات تھے۔ تعلیم ہے۔ روزگار ہے representation ہے۔ نمائندگی ہے۔ عزت ہے۔ احترام ہے۔ برابر کے شہری کا درجہ دینے کی اُنکی حیثیت ہے۔ اور پاکستان میں کوئی بھی ہو۔ اقلیت تو اپنی جگہ جناب والا! ہم قومی اقلیتیں بھی اس وفاق میں اپنے آپ غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ ہم قومی اقلیتیں جو ہیں ہمارے کسی constitution کے، کیا ہمارے ہاں آرٹیکل 8 سے 29 تک کی violation نہیں ہو رہی؟۔ مذہبی اقلیتیں اپنی جگہ پر قومی اقلیتیں آج سڑکوں پر سراپا احتجاج نہیں ہیں؟ آج قومی اقلیتیں، وہ اپنے تیل، گیس، وسائل پر حق کیلئے آج کل نہیں چخ رہی ہیں؟ پاکستان میں یہ بہت بڑا level discussion، debate، substantive level ہے۔ امریکہ کو تھیں، چالیس سالوں تک کوئی بُرا بھلانہیں کہہ سکتا تھا۔ ہم کہتے تھے۔ تو کہتے تھے ”جی یہ روں پسند ہیں“۔ جب ابھی انہوں نے امریکہ کو گالیاں دینی شروع کیں دُنیا کو گالیاں دینے سے دُنیا کو بُرا بھلا کہنے سے دُنیا کو خراب کہنے سے آپ اچھے نہیں بن سکتے۔ اگر آپ نے اچھا بننا ہے تو جناب والا! آئین کے آرٹیکل 8 سے 29 تک، ادھر اس فورم پر آس کو بحث کریں۔ ہم نے کون کون سے آرٹیکل کا احترام کیا ہے؟ ہم نے کون کون سی اقلیتوں کا تحفظ کیا ہے؟ ہم نے اُن کے ثقافتی، سماجی، معاشی، اور معاشرتی سارے حقوق ہیں ہم اس وقت جو اس فیڈریشن میں ایک اقلیت کی حیثیت ہماری ہو گئی ہے۔ تو یہ تمام معاملات، اُس کے بعد آپ کسی ملک کو پانچ سو یہاں سے گالیاں بھیجنیں اُس پر فرق نہیں پڑنے والا ہے۔ اپنے گھر کو اپنے معاملات کو اپنے لوگوں کے اختیار کو۔ یہ تمام چیزیں ہیں جن پر ہمیں celebrate کرنا چاہیے۔ 2018ء کا آخری مہینہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اگر آپ لوگ چاہتے ہیں، قرارداد کو منظور کرنے سے قبل اقلیتوں کو بلوچستان میں جو تحفظات دیئے گئے ہیں، اُن کے ساتھ جو بہتری کی گئی ہے، وہ اس فورم پر لائی جائیں۔ امریکہ اور اقوام متحدہ نے کیا اعتراضات اٹھائے تھے، وہ اس فورم پر لائے جانے چاہیں۔ تاکہ ہمیں پڑتا ہو کہ کم از کم ہم جب کسی جگہ جائیں گے defend کریں گے بلوچستان کو۔ کہ جی ہم نے اقلیتوں کے ساتھ کیا ہے۔ مجھے تو کوئی نہیں معلوم۔ میں صحیح سے شام تک کتابوں کے اندر رکھنے والے لوگ، پڑھنے والے لوگ۔ میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی اقلیت کے حوالے سے بلوچستان میں ہم نے کوئی جنت نہا پالیسیاں بنائی ہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز ہے تو اس قرارداد کی منظوری سے قبل وہ چیزیں یہاں پیش کی جانی چاہیں۔ تاکہ اُن کی بنیاد پر ہم امریکہ کو آنکھیں دکھاسکیں۔ ہم اقوام متحده کو آنکھیں

وکھا سکیں ہم اخبارات میں لکھ سکتیں۔ ہم اس پارلیمنٹ میں تمام معاملات کو اُنکی تعلیم، اُن کے روزگار، اُنکی سیٹیں، اُنکے پروفیشن جس سطح پر ہم نے اقلیتوں کو کیا عزت حیثیت دی ہے، یہ سب یہاں آنا چاہیے۔ تاکہ کم از کم ہم بحیثیت بلوچ، بحیثیت پشتون، بحیثیت پاکستانی ہم اپنا سرخر سے اٹھا سکتیں۔ شکر یہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکر یہ۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر): جناب اسپیکر! جو قرارداد پیش کی گئی ہے۔ یہ بحیثیت ایک پاکستانی ہمارا ایک message ہے وفاق کو کہ ہم پاکستانی ہیں۔ یہاں جو بھی بیٹھے ہیں اور ہمیں فخر ہے پاکستانی ہونے پر۔ چاہے وہ پشتون ہے، بلوچ ہے یا کوئی بھی کسی سے بھی تعلق ہے۔ ہمارے دوست نے لمبا چوڑا آئین کا بھی حوالہ دیا ہے، آڑکل 29 تک چلے گئے۔ ہمیں بھی پتہ ہے کہ 5 سے 29 تک اقلیتوں کے حوالے سے ہے۔ شاید ہم نے بھی آئین تھوڑا بہت پڑھا ہو۔ آڑکل 36 جی گزارش یہ ہے جیسا کہ ایک message جارہا تھا پاکستان سے امریکہ کو یا باہر کے ملکوں کو ”کہ جی وہاں کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے۔“ اُس میں ہمارے اقوام متحدہ کی روپورٹ پر امریکہ نے پاکستان کو gray list میں ڈال دیا۔ ہم یہاں سفارتی کوششوں کی بات کر رہے ہیں۔ ہم وفاقی حکومت کی بات کر رہے ہیں۔ میر اعمران خان کی پارٹی کے ساتھ تعلق نہیں ہے میری اپنی پارٹی ہے لیکن جو اچھا کریں، ہم اُسکو اچھا کہیں۔ ہم اُس کی سفارتی کوششوں کو سرار ہے تھے یہاں۔ باقی جہاں تک اقلیتوں کا بلوچستان میں تحفظ یا اُن کے حقوق کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک آدھ۔ جیسے انہوں نے کہا تارا چند۔ تارا چند میرا ہمسایہ تھا یہ دنیا میں ہوتے ہیں آپ امریکہ کو دیکھیں وہاں کالوں کے ساتھ کیا ہوا۔ اُسکو ہم ایک ملکی لیوں پر terrorism کی بات نہیں کر سکتے ہیں۔ یہاں ہمارے علاقوں میں تھے۔ آج بھی ہم اس چیز کے witness ہیں۔ آپ نوٹکی چلے جائیں، آپ سبی چلے جائیں۔ آپ کوئی میں آئیں۔ ہم سے زیادہ جو ہم majority میں ہیں۔ ہم سے زیادہ اُن کو جو minorities ہیں اُن کو احترام بھی دیا جاتا ہے اور تحفظ بھی دیا جاتا ہے۔ اور اُنکی عبادات گاہوں کی حفاظت کی جاتی ہے ہم سے زیادہ۔ ہمارا ایک message تھا یہ قرارداد لانے کا مقصد ایک مسیح تھا کہ۔۔۔

(اذان عصر۔ خاموشی)

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر: تو جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ یہ ہم کسی پر احسان، امریکہ پر یا یورپ یا کسی پر احسان نہیں کر رہے ہیں ”کہ ہم اقلیتوں کا تحفظ کر رہے ہیں یا اُن کو حفظ

دے رہے ہیں، ”اگر ان کو حقوق نہیں دیے جاتے تو آج اس اسمبلی میں اقلیت آپ کو نظر نہیں آتی۔ اگر آج ان کو حقوق نہیں دیے جاتے تو قومی اسمبلی یا دوسرے صوبوں میں ان کی نمائندگی نہیں ہوتی۔ پھر سب سے بڑا favor ہمیں اسلام دیتا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے حضرت محمد ﷺ کی احادیث موجود ہیں۔ ان میں، انہوں نے جو ایک مسلمان کا تحفظ اُس کے حقوق تھے، اُتنے ہی حقوق احادیث میں ہمیں ملتے ہیں کہ ہمارا نہ ہب اقلیتوں کو دیتا ہے۔ اور چونکہ پاکستان ایک نہ ہبی ملک ہے۔ اسلامی جمہوریہ ہے۔ یہ ہمارا نہ ہب، اخلاقی اور آئینی طور پر بھی یہ فرض بتا ہے کہ ہم اقلیتوں کو تحفظ دیں۔ اور اُنکے حقوق کی بات کریں اُنکو حقوق دیں۔ یہ ہم کسی پر احسان نہیں کر رہے ہیں۔ بحیثیت مسلمان یہ ہمارا حق ہے۔ تو لہذا یہ کوئی مطلب بھی چھوڑی اس میں بحث کی بات نہیں ہے۔ مرکز کی ایک اچھی چیز کو ہم سرارہے ہیں تو میں چاہوں گا کہ میرے معزز دوست اُس طرف والے بھی یہ قرارداد، اب جیسے شناصر صاحب ہیں، انہوں نے بات کی، ان کی پارٹی وہاں مرکزی حکومت، تحریک انصاف کے ساتھ شامل ہے، اُس کی حمایتی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اس غریب صوبے کی طرف سے ایک good gesture میں ایک اچیز جاری ہے۔ ہم امریکہ کی، اُس کے ظلم کی اور اُس کی جنگوں کی، کسی چیز کی ہم بات نہیں کر رہے ہیں۔ ہم ایک اچھے way میں کوئی اس میں بڑی بات نہیں، قباحت نہیں ہے کہ اُس نے ایک اچھا کام کیا ہے، اُس کا سفارتی یول پر ایک اچھا کام ہوا ہے، ہم gray list سے نکل گئے۔ تو یہ پورے پاکستان کیلئے ہے۔ اس کا اثر پورے پاکستان پر ہے نہ کہ صرف اسلام آباد یا مرکز پر ہے۔ تو میں دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اس پر بھی چوڑی بحث کی بجائے ہم ایک قرارداد ہے بحث دیتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس میں ہمارے ساتھ دے دیں۔ thank you very much..

جناب قائم مقام اسپیکر: جی آغا صاحب۔

انجیسٹر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! شکریہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یہ بہت سنجیدہ قسم کی قرارداد ہے۔ ہماری ٹریزیری بخوبی سے یہ گزارش ہے کہ اس قسم کے قومی مفاد میں جو بھی بات ہو۔ یہ ان کا فرض بتا ہے کہ اسمبلی ہال سے باہر اپوزیشن کو ساتھ بھائیں، ایک joint resolution یہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ بنس جب لاتے ہیں، جو national interest کا ہوتا ہے، وہ اپنی طرف سے لاتے ہیں پھر یہ چہ میکوئی اس میں شروع ہو جاتی ہیں۔ تو کیا بہتر ہوتا کہ treasury benches اور اپوزیشن مل بیٹھ کے اسکی نوک پلک کو درست کر کے، زبان کو درست کر کے یہ قرارداد لاتے۔ قرارداد کی اپنی جگہ پر بہت اہمیت ہے۔ پاکستان ایک ملک ہے۔ ہم اندر جیسے بھی ہو لیں دشمنوں کے ہاتھ میں تو اسکو نہیں دے سکتے۔ تو میری اپنی گزارش یہی ہے کہ یہ

قرارداد واپس لیں۔ اور ہم باہر بیٹھ کے اپوزیشن اور treasury benches مل کے ایک مشترکہ قرارداد لا میں۔ اور اپنے دشمنوں کا صحیح طور پر ہم جواب کرسکیں۔ ہمارے اندر لا کھ خامیاں صحیح لیکن ہم دشمن کو اپنے اوپر نہیں آنے دیں گے۔ کیونکہ اپنا اگر مار دیتا ہے تو دھوپ میں تو نہیں ڈالے گا پاکستان کیسا بھی ہے۔ ہماری سرزی میں ہے۔ ہماری دھرتی ہے، یہ ہماری ماں ہے، ہم اس کا تحفظ کریں گے ہر طرح سے کریں گے۔ لیکن treasury benches سے گزارش ہے کہ قرارداد واپس لے لیں، ہمارے ساتھ بیٹھیں اور اس کی زبان درست کر کے پھر ایک مشترکہ قرارداد لائی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈو کیٹ (قادہ حزب اختلاف): جناب اسپیکر! کل آپ نے ایک فرمان جاری کیا تھا اذان کے بارے میں اگر اس پر عملدرآمد ہوتا تو بہتر تھا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بن یہ چار، پانچ منٹ تک یہ قرارداد کو کرتے ہیں، اُس کے بعد جی۔

جناب دیش کمار: جناب اسپیکر! سب سے پہلے میرے قابل احترام دوست شاء بلوچ صاحب نے کہا کہ اقوام متحده نے gary list میں۔ یہ کمیشن ہے امریکہ جو خود ساختہ وہ خود ہی کرتا ہے یہ۔ اور انہوں نے gray-list میں نہیں بلکہ black list میں ڈالا تھا اور مجھے آپ یہ بتائیں کیا امریکہ کو اتنی میں مظالم نظر نہیں آتے؟ وہاں جو اقلیتوں کے خلاف وہ ہوتے ہیں، وہ نظر نہیں آتے؟ صرف پاکستان میں نظر آ رہے ہیں؟ یہ دونغلی پالیسی ہے۔ اس وجہ سے ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ جی۔ اور دوسری بات جو شاء صاحب نے کی ہے، وہ بھی میں وضاحت کروں۔ 2005ء میں جہاں پورے صوبے کے حالات خراب تھے تو وہاں اقلیت اگر کم گئی تو majority زیادہ شفت ہوئی تھی اور وہ دوبارہ آ کر آباد ہوئی۔ اب گزشتہ 25 دسمبر کو یہاں کرسمس تھی، یہاں خدا کا شکر ہے کہ پر امن طریقے سے اور ہمارے کر سچن کیوٹی نے پر امن اور آزادی سے اپنی کرسمس یہاں منائی ہے۔ تو اس سے زیادہ بڑی اور کیا مدد ہی آزادی ہو سکتی ہے کہ ہم کہیں کہ جی نہیں ہم چاند تاروں پر جا کر بیٹھیں۔ جناب والا! میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ہماری دیوالی اور ہولی پر ہماری پاک فوج کے جوان آتے ہیں، ہمیں آ کر کے gift دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ میں آپ کو ایک figure دیتا ہوں کہ آپ دیکھیں جو پہلے sensus ہوئے تھے، اُس میں اقلیت کی آبادی 3% تھی، اب بڑھ کر 3.75% پاکستان میں ہو گئی ہے۔ تو اس کا مقصد کیا ہے، مجھے یہ بتائیں جو لوگ یہاں کہہ رہے ہیں۔ بلوچستان میں آبادی 80 ہزار تھی اس وقت 3 لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ تو انہیں مدد ہی حقوق حاصل ہیں جو اتنی ہو رہی ہے جناب اسپیکر! میں زیرے صاحب

اور شناء بلوچ صاحب جا کر figure دیکھیں۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! بڑی مہربانی۔ ہمارے شناء بلوچ صاحب کا سوال یہ تھا اس قرارداد کی مخالفت اس طرح سے نہیں ہو رہی ہے جس طرح سے یہ ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے۔ شناء بلوچ صاحب کا کہنے کا مقصد یہ ہے یا ہمارے جو اپوزیشن ممبر ان ہیں، ان کا مقصد یہ ہے کہ کیا وجوہات تھیں کہ اقوام متحده نے پاکستان کو reason list میں ڈالا ہے، وہ وجوہات کیا ہیں؟ وہ اقوام متحده کے، امریکہ نے کیوں؟ وہ gray کیا ہے۔ ہمارے ممبر ان کا یہ کہنا ہے کہ وہ table کیا جائے۔ وہ ہمیں دکھایا جائے، اُس کے بعد ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اس میں خواخوا اس کو وہ بنانا اور اُس کو کرنا۔ تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟ اُس کے بعد بالکل متفقہ طور پر اس کو منظور کر لیں گے، ہم بھی کر لیں گے۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن نیکنالوجی اور پاپولیشن ولیفیسر: جناب اسپیکر صاحب! آغا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ اور یہ پچھلے پانچ سال روایت رہی ہے کہ جیسے ہی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتا تھا، اُس سے آدھا گھنٹے پہلے ہم اسپیکر چیمبر میں بیٹھ جاتے تھے، تمام پارلیمانی لیڈر یا پارلیمانی نمائندگی ہوتی تھی۔ ہم پورا ایجاد کیا ہے تھے۔ اور اُس کے بعد جن جن چیزوں پر ہم متفق ہوتے تھے اس ایوان میں اُس پر زیادہ وقت کا ضیاع اور وہ نہیں ہوتا تھا۔ تو میں چاہتا ہوں ایک تو آج مہربانی کر کے آپ ایک دن باقی ہے، 31 دسمبر کا۔ اُس کے لئے اور آئندہ کیلئے رولنگ دے دیں کہ مثال کے طور پر اگر تین بجے اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے تو ڈھائی بجے آپ کے چیمبر میں بیٹھ کے پورے ایجاد کے کوڑھیں۔ کیونکہ وہ بھی منتخب ہیں، ہم بھی منتخب ہیں۔ وہ کوئی دوسرے ملک سے نہیں آئے ہوئے کہ ہم اُن کو بالکل ہی ignore کریں اور ہر چیز اپنے credit میں لیں۔ وہ جیسے ووٹ ہمیں ملا ہے اُس طرف یہی طریقے سے وہ منتخب آئے ہیں۔ تو یہ قرارداد چونکہ آغا صاحب نے ایک suggestion دی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ کہ اس کو defer کر دیں 31 دسمبر کیلئے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور آدھا گھنٹہ پہلے ہم بیٹھ جائیں گے اور اس کی نوک پلک جو بھی سنوارنی تھی، سنوار کے ہم مشترکہ طور پر لے آئیں گے۔ وہ بھی پاکستانی ہیں، وہ بھی سبز ہلالی پر چم کو سلام کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ ملک ہمارا ہے، یہ دھرتی ہماری ہے۔ تو اُس میں وہ بھی اُن کی کچھ تجاویز ہوں گی وہ بھی ہم ڈال دینگے۔ آئینی طور پر بھی دیکھ لیں گے۔ اس کو 31 دسمبر کیلئے مہربانی کر کے defer کر دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس قرارداد کو الگ اجلاس کیلئے defer کیا جاتا ہے۔ اب نماز کیلئے 15 منٹ

کا واقعہ ہے۔ اُس کے بعد پھر آئیں گے۔

(اجلاس دوبارہ 04 بجکر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام اپسیکر شروع ہوا)

جناب قائم مقام اپسیکر: السلام و علیکم! شکریہ۔ جناب ظہور احمد بلیدی صاحب، صوبائی وزیر اور جناب عبدالرشید صاحب، رُکن اسمبلی آپ اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 6 پیش کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر مکملہ بہود آبادی): جناب اپسیکر صاحب! چونکہ یہ قرارداد مکران ڈویژن کے حوالے سے ساتھیوں نے پیش کی ہے۔ ظہور احمد کے ذہن میں ضرور کوئی مواد ہے کہ وہ اسمبلی کے سامنے بولنا چاہتا ہے۔ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ 31 تاریخ کی کارروائی میں اس کو شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام اپسیکر: جی قرارداد نمبر 6 کو اگلے سیشن کے لیے defer کیا جاتا ہے۔ zero hour۔ **جناب زايد علی ریکی صاحب!** آپ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ 101 (الف) کے تحت اپنی عوامی اہمیت کا مسئلہ پیش کریں۔

میرزايد علی ریکی: جناب اپسیکر صاحب! میں اسمبلی قواعد و انضباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 101 (الف) کے تحت ذیل کا نوٹس دیتا ہوں۔ عنوان: تخصیل مانشیل کے زوالہ متاثرین کی تاحال منظور شدہ مالی امداد کا تاحال فراہم نہ کیا جانا۔ کیا وزیر پی ڈی ایم اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2013ء میں بلوچستان میں رونما ہونے والے زلزلہ کے نتیجے میں ضلع واشک کی تخصیل مانشیل میں کافی مالی و جانی نقصانات ہوئے۔ حکومت کی جانب سے مالی امداد فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔ لیکن ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود مانشیل کے متاثرین کو تاحال مالی امداد فراہم نہیں کی گئی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متاثرین کو کب تک منظور شدہ مالی امداد فراہم کی جائیگی تفصیل دی جائے اگر نہیں ہے تو وجہ تلاٰی جائے؟

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور): سُمَّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ میرے بھائی زايد نے عوامی نوعیت کی بہت اچھا مسئلہ پیش کیا ہے۔ لیکن میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مکملہ بھی مجھے ملا ہے۔ تو میں نے ابھی تک اس سے صحیح بریفنگ بھی نہیں لی ہے۔ میں آپ کو بلا کر انشاء اللہ جو مسئلے مسائل تھے یہ سب کچھ ہمارے عوام کے ہیں غربیوں کے ہیں، اُن تک پہنچنا چاہیے اُن کو ملتا چاہیے اور اگر یہ اعلان ہوا تھا اور اس میں کچھ مسائل ہیں انشاء اللہ میں آپ کو یقین دہانی کرتا ہوں کہ انشاء اللہ لوگوں تک یہ چیزیں پہنچ جائیں گی۔

میرزادہ علی ریکی: شکریہ منظر صاحب۔ پہلے میں آپ کو مبارک باود بنا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ امید کرتا ہوں کہ آپ انشاء اللہ یہ مسئلہ حل کریں گے۔ یہ مسئلہ 2013ء کا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ماٹکلیں میں ہوا اُس کے بعد آواران میں ہوا۔ آواران میں 2014ء میں زلزلہ ہوا وہاں ان کو معاوضہ فی گھر 2 لاکھ پچاس ہزار روپے ملا۔ مگر بد قسمتی ہے ماٹکلیں کو بھی تک نہیں ملا ہے۔ انشاء اللہ امید ہے ضیاء جان سے یہ بالکل یقین ہے عوام کا ماٹکلیں پاکستان کی ایک سرزی میں ہے پاکستان کے وفادار ہے ہیں اور وفادار رہیں گے انشاء اللہ۔ اللہ پاک نے زندگی دی انشاء اللہ ضیاء جان آپ کو ماٹکلیں کی دعوت بھی دوں گا انشاء اللہ۔ جی thank you جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ منظر صاحب نے یقین دہانی کرادی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میں بھی ضیاء جان لانگو صاحب کو ان کی ذمہ داریاں سنبھالنے پر مبارک باو پیش کرتا ہوں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پی ڈی ایم اے اس سے متعلق ان کو مکمل جواب دے دیتا، 2013ء میں ماٹکلیں بہت ہی important strategically تھیں اسی تھیں ہے ضلع واشک کا۔ یہ پہلے ضلع واشک اور ضلع خاران ہوا کرتے تھے۔ تو کیونکہ مجھے بھی اس سلسلے میں دو تین سال سے وہاں جو متاثرین ہیں وہ ہمیشہ رابطہ کرتے آرہے ہیں کہ جی ماٹکلیں کے عوام سے۔ ان کے ساتھ sir زیادتی ہوئی زلزلہ آیا سارے غربی ہیں گو کے ماٹکلیں کے مقابل جو ایران میں سیستان بلوچستان میں رہنے والے بلوچ ہیں، ان کی معیار زندگی بہت بہتر ہے۔ وہاں سرکار نے سرحدی علاقوں میں بھلی مفت فراہم کی ہے، پانی مفت فراہم کیا ہے، سڑکیں دی ہوئی ہیں، اور اگر وہاں چھوٹا سا زار لے کا جھٹکا آیا تھا وہاں نئے گھر تعمیر کر کے دے دیجے۔ یہ ہمارے لیے باعث شرم ہے کہ بارڈر سے جب کوئی ایران کا بندہ دیکھ بھی رہا ہو تو اُس کو ماٹکلیں نظر آتا ہے یہ بارڈر تازدیک ہے۔ اُس میں ہوا یہ کہ لوگوں سے ایک بہت بڑا scam اور فراؤ ہوا۔ لوگوں کو بتایا گیا کہ آپ پانچ پانچ سوروپے دے دیں فارم بھریں۔ اُس فارم کے against آپ کو پیسے ملیں گے۔ آپ کا جو فارم ہے اُس کی پانچ سو روپے فیس ہے۔ اس کے against آپ کو تیس ہزار، پچاس ہزار یا ایک لاکھ روپے ملیں گے۔ یہ کوئی چار پانچ سال ہوئے جناب والا! وہ پانچ سو پانچ سوروپے جو میں نے calculate کیے تھے وہ تقریباً کوئی 35 سے 40 لاکھ روپے کے قریب ان سے رقم لی گئی۔ اس کی تحقیقات ہوئی چاہیے کہ وہ رقم کس نے ان سے لی؟ دوسری بات یہ ہے جناب والا! میرے پاس یہ فیصلہ میرے خیال میں اُس وقت یہ طے پایا تھا کہ ان کو بے نظیر اکم اسپورٹ پروگرام سے کچھ دیا جائے گا۔ میرے پاس بے نظیر اکم اسپورٹ پروگرام جو

عین اس میں ختنی زیادتی ہوئی، انشاء اللہ ایک دن قرارداد لے کے اس پر تفصیلی بات ہو گی۔ واشک، بلوچستان کا وہ پسمندہ ترین ضلع ہے کہ جس میں غربت، بلوچستان میں ڈیرہ بگٹی، واشک، موسیٰ خیل، خاران، چاغی، نوشکی یہ سارے لیکن واشک سب سے زیادہ پسمندہ ضلع رہا ہے۔ جناب والا! میرے پاس figure ہے کہ واشک میں صرف 446 افراد گزشتہ جب یہ بینظیر انکم اسپورٹ پروگرام جب 2010ء کے بعد متعارف ہوا، صرف 446 افراد کو بینظیر انکم اسپورٹ پروگرام کے تحت مددل رہی ہے۔ پورے district کوت اندازہ لگائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ماشکیل جیسی جگہ پر ایک بھی نہیں ہے۔ میری دو تین سفارشات ہیں۔ جب یہ PDMA آپ کو اس سے متعلق معلومات فراہم کریگا، نمبر 1 ان ذمہ داروں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے جنہوں نے ان سے پیسے لیے، وہ کون ہیں؟ ان کے نام، ان کی تفصیل بتائی جائے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ضلع آواران میں disaster یا زلزلے کے حوالے سے ایک بہت بڑا project بنا project director رکاوٹ کون تھے کیوں اس کو آگے بڑھنے نہیں دیا گیا؟ تیسرا بات یہ ہے کہ حکومت پاکستان یعنی PDMA میں نے کچھلی دفعہ بھی کہا اب واشک اور بالخصوص ماشکیل وہ قحط سالی اور خشک سالی کا بھی شکار ہے۔ ہم نے کچھلی دفعہ کہا کہ ہمارے ساتھ بیٹھیں، ہم آپ کی رہنمائی کریں گے۔ ہم نے اس حکومت سے ہمیشہ کہا کہ ہم آپ کی رہنمائی کریں گے بلوچستان کو 15 سے 20 ارب روپے خشک سالی کی مدد میں دو سے تین ماہ میں ہم لے کے دے سکتے تھے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ خشک سالی کی مدد میں بھی بلوچستان کو پیسے نہیں آ رہے، زلزلے کی مدد میں اسی طرح ہوا۔ تو حکومت جب بھی کوئی پالیسی بناتی ہے۔ ہم آپ سے کسی سے وزارت اعلیٰ نہیں مانگ رہے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں جو تکلیف مشکل میں ہمارے شہری ہیں ان کو اس سے نکلانے کے لیے اگر ہم آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں کہ حکومت بلوچستان کے پاس پیسے نہیں ہیں، ہم کیسے بینظیر انکم اسپورٹ پروگرام کے تحت social safety net سے قانون، آئین، اعداد و شمار کے مطابق ہم بلوچستان کا کیس بلوچستان کے حوالے سے پیسے لے سکتے ہیں۔ تو اس میں جو وزیر PDMA ہیں، ان سے گزارش ہے کہ Monday کو تفصیلیاً یہ اس پر ماشکیل پر بالخصوص اور میری یہ رائے ہے کہ ہاؤس پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جانی چاہیے جو ماشکیل کا دورہ کرے۔ ماشکیل کے عوام کی تعلیمی، صحت کے حوالے سے، روزگار کے حوالے سے، وہ سرحدی لوگ ہیں ان میں جو محرومیاں پائی جاتی ہیں ان کا بھی notice لیا جائے۔ اور بالخصوص جو بھی سرحد پر رہنے والے ہمارے جتنے لوگ ہیں جس طرح زا بجد جان نے کہا سب پاکستانی ہیں، بڑی قربانیاں دی ہیں۔

اُن کی قربانیوں کو منظر رکھ کے اُن کو سماجی، معاشری انصاف فراہم کیا جائے۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب قائم مقام اپسیکر: جی شکریہ۔ جی میر صاحب۔

وزیرِ حکومہ داخلہ و قبانی امور: ثناء بلوچ صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں۔ یہ سارے پلک نوعیت کے ہیں۔ پلک کا پیسہ انشاء اللہ کوئی بھی نہیں کھا سکتے گا۔ جو بینظیر ائم اسپورٹ کے، جیسے کہ اُس پر آپ نے کہا۔ یا پھر دوسری جگہ پیسے لگے ہیں۔ اُن کی فوراً میں انشاء اللہ انکوازی کراؤں گا اور ہاؤس کو ضرور اُس کا جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریہ مفتضہ PDMA کی یقین دہانی پر جناب زادبعلی ریکی کا نوٹ نہیں لایا جاتا ہے۔ جی جناب ثناء بلوچ صاحب! آپ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کا راجحہ 1974 کے قاعدہ 101 (الف) کے تحت اپنا عوامی اہمیت کا مسئلہ پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اپسیکر! عنوان: گزشتہ دو ماہ سے گوادر کے ماہی گیروں کا احتجاجی کمپ سے متعلق۔ کیا وزیر ماہی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوادر کے ماہی گیروں کے احتجاجی کمپ گزشتہ دو ماہ سے جاری ہے۔ اور صوبائی و مرکزی حکومتوں کی بے حصی اور ہزاروں ماہی گیروں کا نان شبینہ کا محتاج بنانے کا دانستہ عمل ساحل بلوچستان و بالخصوص گوادر کے ماہی گیروں میں شدید تشویش و سراسیمگی پائی جاتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بلوچستان اس مسئلے کے حل لیئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیلات فراہم کی جائیں؟ شکریہ۔

میرا کبر آسکانی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومہ ماہی گیری): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں معزز رکن کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ project مکمل طور پر سی پیک کا حصہ ہے، ماسٹر پلان میں شامل ہے۔ چونکہ صوبائی حکومت ماہی گیری کی وزارت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس کا تعلق وفاق سے ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم وفاق سے بات چیت بھی کریں گے۔ چونکہ آپ کو پتہ ہے کہ CM صاحب یہاں نہیں ہیں، ہم CM صاحب سے بھی بات کریں گے۔ اس میں تھوڑا وقت لگے گا۔ چونکہ ماہی گیری ہمارے اپنے لوگ ہیں ہمارے بھائی ہیں، ہم ان کا مسئلہ اپنا مسئلہ سمجھ کر حل کریں گے انشاء اللہ۔ یہ وفاق سے ہے، ہم وفاق سے ضرور بات کریں گے انشاء اللہ آپ کو میں یقین دلاتا ہوں اس کا مسئلہ ہم جلد حل کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اپسیکر! میں اپنے دوست بھائی اکبر آسکانی صاحب کو اُن کی مشیر برائے ماہی گیری سے متعلق جو ذمہ داریاں سنبھالنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مجھے پہنچیں تھا کہ وہ آئیں گے اور جواب

وہ دیں گے۔ (مداخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر:

order in the House کا رروائی کی طرف آئیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: میرے بھائی نے ایک بات جو کی شاید جو ماہی گیری سے متعلق ادارے ہیں، انہوں نے آپ کو صحیح معلومات فراہم نہیں کی ہیں۔ ماہی گیری سے متعلق گواہ کی جو total اس وقت آبادی ہے وہ تقریباً 2 لاکھ 63 ہزار پر مشتمل ہے۔ اُس میں تقریباً 70 ہزار کے قریب گھرانے براہ راست ماہی گیری کی صنعت سے متعلق ہیں۔ اور یہ سب ہمارے شہری ہیں یہ وفاқ کے نہیں ہیں یہ پہلے بلوچستان کے شہری ہیں۔ بلوچستان حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کے نان شبینہ کا انتظام کرنا، ان کی ادیات کا انتظام کرنا، ان کے بچوں کے لیے اچھی تعلیم کا انتظام کرنا، ان کو سمندر کے ماحولیات اور دوسرے معاملات میں تحفظ فراہم کرنا۔ لیکن آپ نے بالکل درست کہا کہ یہی پیک کا ایک project ہے، ایک پسروں کی جوی پیک کا project ہے وہ بن رہا ہے جو ایک پسروں والے ہے، یہ express way design کرتے وقت، دیکھیں! ہم نے سی پیک سے تو بلوچستان کو کچھ نہیں مل رہا۔ یہ وہ express way ہے جو گواہ کی جو پورٹ کو وہ دوسرے شہروں سے ملاتی ہے۔ تو یہ انہوں نے، جناب اسپیکر! ہوا کیا۔ اگر اس طرح کے project بنائے جاتے ہیں جہاں بالخصوص جہاں پورٹ بنائی گئی یہ ماہی گیری کی افزائش کے حوالے سے بلوچستان بلکہ اس دنیا کے بہترین مقامات میں سے ایک مقام تھا۔ جب بھی آپ کسی الجم جگہ پر کوئی project بناتے ہیں، آپ اس کا environmental assessment کرتے ہیں، آپ اس کا economic assessment کرتے ہیں، آپ اس کا participation consultation یعنی مشاورت کے ذریعے سے شہریوں سے اجازت نامہ بذریعہ اجازت لیتے ہیں۔ یہ تین چار عمل ہیں جو کسی بھی ریاست کو دیے جاتے ہیں کہ اگر یہاں کوئی تعمیرات ہو رہی ہیں اس سے آپ کے روزگار کو نقصان تو نہیں ہوگا۔ ایک مختصر سی بات آسکانی صاحب! آپ اُسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بلوج جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جن کو فرش میں کہتے ہیں یہ صرف ماہی گیری کے لیے وہاں زندہ نہیں ہے۔ 2 ہزار سالوں سے ہر قسم کی طاقتیں اور قوتیں آئیں انہوں نے اس ساحل کا وہاں کے وسائل کا وہاں کے سمندر کا وہاں کے سمندر میں رہنے والی بناたں کی حفاظت کی۔ آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جی وہ کیا کہتا ہے کہ وہ چند ہزار افراد کی آبادی ہے ان کو یہاں سے dislocate کریں گے منتقل کریں گے کہیں اور پرنہ وہ وہاں سی پیک یا fedreal government راضی ہے کہ جی یہ ایک پسروں والے میں کوئی دوچار پانچ جگہ پر پل بنائے جائیں۔ یا اس کا environmental assessment ہو۔ لوگوں کی مشاورت

کے ساتھ اس کو بدل لیل کیا جائے۔ اس سے سُر بندر کا علاقہ erosion سمندر جو آکے زمین کو کھا تا جارہا ہے۔ کیونکہ جتنے بھی boats ہیں، جو وہاں سات، آٹھ ہزار کے قریب boats ہیں یا چھوٹی کشتیاں ہیں، وہ آکر کے سمندر سے نکل کے پاس وہیں پارک کرتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی چیزیں یا کوئی انتظام نہیں ہے جب آپ ایک روڈ بنائیں گے اپنی روڈ بنائیں گے جو ایک قسم کا چھوٹا ڈیم ہے۔ تو یہ سمندر کا پانی جب اس طرف آئے گا تو یہ کشتی کو اٹھا کے اس ڈیم کے ساتھ لگا دے گا تو 7 سات آٹھ ہزار کے قریب جوار بول روپے مالیت کی ان کی چھوٹی کشتیاں ہیں وہ تباہ و بر باد ہو جائیں گی۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ سی پیک والوں نے، اسلام آباد والوں نے designing میں جو کرنا تھا کیا یہ احتجاج جس کا آج میں آپ کو توجہ دلا و نوٹس پیش کر رہا ہوں یہ احتجاج اُس دن بھی تھا۔ جس دن گوارڈ میں جیپ ریلی ہو رہی تھی۔ یہ احتجاج، یہ ماںیں یہ بہنیں یہ بچیاں یہ ماہی گیر، یہ بلوچستان کے فرزند جنہوں نے 2 ہزار سالوں سے اُس سمندر کی اُس ساحل کی حفاظت کی ہے یہ اُس دن بھی چیز اور چلا رہے تھے۔ لیکن جناب والا! اُس دن یہ بڑی گاڑیوں کی گھنگرج میں ان کے سائینسروکی شور میں ان غربیوں کی آواز نہ تو بلوچستان میں پہنچ سکی نہ یہ اسلام آباد میں آپ نے پہنچائی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے، میں اس سلسلے میں جناب اپیکر! آپ کی، کیونکہ سات، آٹھ ماہ کا جو دوسرے بلوچستان میں ہر طرف چیخ و پکار ہے۔ اور یہ ماہی گیر یہ جناب والا! پاکستان کی اور بلوچستان کی معیشت میں بہت بڑا role ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب ان کو یہ جواب آئے گا آپ House کی ایک اپیشل کمیٹی بنائیں۔ حمل کلمتی صاحب سے ابھی میری بات ہوئی۔ وہ اُس حلے کے MPA ہیں۔ ان کو شامل کریں آسکانی صاحب کو شامل کر لیں ایک دوار کیں اور حکومت کے ساتھ ہے ان کو شامل کر لیں۔ ہم اپوزیشن میں سے ایک دو کو شامل کر کے جناب والا! یہ جو ہے آنے والے پانچ سو ہزار سال تک کا مسئلہ ہے۔ اس پر صرف ایک توجہ دلا و نوٹس یا ہمیں کسی جواب کی ضرورت نہیں۔ اس کا مستقل حل ہمیں چاہئے، اور مستقل حل کے لیے بلوچستان کی منتخب اسمبلی کر سکتی ہے یہ cabinet نہیں کر سکتی۔ یہ صوبائی حکومت نہیں کر سکتی یہ وزارت ماہی گیر نہیں کر سکتی۔ تو میں یہ چاہتا ہوں جناب والا! اس اہم مسئلے پر کیونکہ بلوچستان کے 7 سو کلومیٹر ساحل کا مستقبل اور ہمارے جو وہاں کے فرزند ہیں، ماہی گیر ہیں ان کا مستقبل اس سے وابستہ ہے اپیشل کمیٹی House کی بنائی جائے جو اس تمام معاملے کی تینیکی ماحولیاتی، معاشی، معاشرتی، ثقافتی اور آبادی کے حوالے سے معاملات کا مکمل جائزہ لیکر اسمبلی میں رپورٹ پیش کریں۔ اور اسمبلی کی رپورٹ کو بنیاد بنا کر حکومت بلوچستان اپنی پالیسی مرتب کرے۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب قائم مقام اپیکر: شکریہ جی سردار صاحب!

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر محکمہ سائنس و افغان میشن میکنالوجی اور پاپ لیشن ویلفیر): جناب اسپیکر! میں ثناء بلوچ صاحب کو داد دیتا ہوں کہ وہ ایک issue کو بالکل جو کہتے ہیں کہ جسے میں جب تقریر کی جاتی ہے، تو اُسکو charge کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ ہر issue پر اس اسمبلی کو charge کریں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں تھوڑی سی گزارش کروں گا۔ میرا مکمل نہیں ہے، میرے cabinet کے ساتھی ہیں، جس چیز کا انہوں نے ذکر کیا ہے ماہی گیروں کی ہڑتال کا۔ بالکل وہ احتجاج کر رہے تھے۔ شاید ابھی بھی احتجاج پر ہیں۔ اس کو میرے فاضل دوست نے جا کے جیپ ریلی کے ساتھ ملا دیا۔ وہ support ہے اب آپ جا کے گوادر کے لوگوں کو انٹرویو کریں کہ اُس جیپ ریلی میں اُنکا کتنا business ہوا۔ جہاں جو function ہے اُس میں یہ son of soil گوادر کے لوگ کتنی تعداد میں شامل ہوئے یہ جذباتی بات نہیں ہے۔ ہماری حکومت کو تین ساڑھے تین ماہ ہوئے میرے قائد ہر جگہ پر خود جا کے ان مسائل کو دیکھ رہے ہیں۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا حل نکلے۔ گزارش یہ ہے کہ تین ماہ میں اللہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ ہر سلسلہ ہم حل کرتے جائیں time گلتا ہے جناب اسپیکر! پچھلے قوم پرستوں کی حکومت نے، میں نے پچھلے اجلاس میں بھی عرض کیا کہ حال میں جائیں آپ جس طرف بھی دیکھتے ہیں وہاں مسائل کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ اب میں آتا ہوں اس point کی طرف۔ ہماری جب ہم گئے میرا 2nd time تھا گوادر جانے کا۔ میں اپنے قائد کے ساتھ، اپنے CM کے ساتھ گیا وہاں۔ میں اس چیز کا حصہ بنائی گیروں کا جواہر جانے تھا، انہیں ہم نے بلایا۔ ان کے ساتھ ہماری باضابطہ میٹنگ ہوئی ان کی جو یونین یا جو بھی بڑے تھے۔ پہلے لیتے ہیں expressway کو اُس میں اُس کو تین sector میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اُس کی designing پر کام ہو رہا ہے اُس میں تین tunnel دیجے گئے ہیں شائد میرے فاضل دوست کے پاس نقشہ پڑا ہو۔ نہیں تو میں اُس کو provide کروں گا۔ کیونکہ میں اس کے لیے prepare نہیں تھا مندرجہ تھا ہم نے وہ چیز ان ماہی گیروں کے ساتھ discuss کی۔ کشتیاں ہیں، وہ نکالتے مرمت کے لیے۔ یا height آتی ہے تو ان کو بچانے کے لیے۔ ان کی بھی reservations یہ تھیں کہ شائد ہمیں راستہ نہیں دیا جائے گا۔ تو تین expressway اُس tunnel میں دیجے گئے ہیں جو کہ ان کی آبادی تک جاری ہیں۔ ہو گایہ کہ high time میں یا وہ اپنی repair کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان tunnel کے ذریعے اپنی کشتی ہم ان کو winch بھی provide کر رہے ہیں۔ ہم ان کو ہر سہولت دے رہے ہیں دوسرے platform پر اور east پر اُس کو وہاں مجھے ابھی یاد نہیں ہے، اُس کا مخصوص نام ہے جہاں ایک west type کا اُس کو روک کے اندر دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ اُسمیں بھی ہم مکمل سہولت دے رہے ہیں ان کو

winch کی سہولت ہوگی اُن کی کشتیوں کے تحفظ کی ہم ضمانت دیتے ہیں۔ جب یا اُس کا first phase میرا خیال ہے کوئی نوماہ کا project ہے جو پہلے complete ہو گا وہ tunel working میں آ جائیگا۔ پھر یہ دوسرے پر کام کریں گے۔ یہ کھول دیا جائے گا total کھول دیا جائے گا ماہی گیروں کے لیے۔ چونکہ ابھی first phase میں اُس پر کام ہو رہا ہے۔ تو چند دنوں میں انشاء اللہ وہ بھی کھل جائے گا۔ پہلے میں وہ اپنا کام شروع کر دیں گے اُس کے بعد 2nd phase اور اُس کے بعد 3rd phase، اُس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہی پیک کا حصہ ہے اور چانسیز گورنمنٹ کے ذریعے کام ہو رہا ہے۔ اب رہ گیا ہے ماہی گیروں کا ایک اور مسئلہ جس میں ہمارے فضل دوست کو شاید اُس کا علم ہی نہیں تھا۔ پہلے چونکہ یہ beach نہیں تھا تو ماہی گیروں کی کشتیاں جب واپس آتے تھے گھر کے سامنے، وہ اُس کو beach کر دیتے تھے۔ اور پھر اپنی پچھلی اور خود اُن کا اپنے گاؤں کی طرف سُر بندر ہے یا دوسرے ہیں اُن میں چلے جاتے تھے۔ اب چونکہ وہاں اُس طرف اس گوادر کا نیا airport بھی بن رہا ہے۔ تھوڑی سی تکلیف یہ ہے کہ جو ساحل کا کچھ حصہ، انہوں نے بندرگاہ کی طرف، اُس میں سیکورٹی point of view سے اُس میں جو کام ہو رہا ہے اُس کی وجہ سے بندکیا، اُن کو آگے کر کے، وہاں beach کرنے کی سہولت دی گئی ہے۔ روڈو ہاں complete ہو چکی ہے۔ مزید بھی اُن کو گھروں تک لے جانے کے لئے ہماری گورنمنٹ انشاء اللہ اقدامات کر رہی ہے۔ اور انشاء اللہ ماہ دو ماہ کے اندر یہ چیزیں on the ground working میں آ جائیں گی۔ اور تیسرا بات، ہم ایک ایک ماہی گیر کے ساتھ ملے۔ بلکہ انہوں نے ہمیں دعوت دی ہم اُن کے گھروں میں گئے جو بھی مسائل تھے، یقین دہانیاں ہم نے کرائیں۔ خالی زبانی جیسے کہ پچھلی حکومتیں کرتی تھیں یہ ہمارا وظیرہ ہی نہیں ہے ہم انشاء اللہ تھوڑا سا میرے فضل دوست انتظار کریں۔ total تین ماہ میں کوئی الہ دین کا چراغ ہو تو ہو، otherwise تو کوئی بھی، ہر مسئلہ حل ہو گا۔ آپ جس طرف دیکھیں، law and order کی طرف دیکھیں، education کا chapter کھول لیں۔ آپ health کا chapter کھول لیں، تباہی ہے۔ اب health میں میرے پاس ادھر سلسلہ ہے کروڑوں روپے کا سلسلہ ہوا پچھلی حکومت نے کیا قوم پرستوں نے کیا۔ آڈٹ ہو رہا ہے، ریکارڈ ہی غائب ہے۔ MSD کو اٹھائیں۔ روڈوں کی حالت بری ہے۔ کوئی شہر کی حالت بری ہے۔ تو جناب! یہ بوجھ ہم پر آگیا۔ پچھلا عذاب ہم بھگت رہے ہیں لیکن ہمیں time ملے گا۔ اللہ نے اگر ہمیں time دیا انشاء اللہ یہ مہینوں میں، انہوں نے تو سالہا سال گزارے حکومت میں عجیب و غریب نعرے لگا کے کہ جی education، health اور فلاں آج ہم نے۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کھتیر ان صاحب! اپنی بات محترم کریں!

(وزیر حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر): جی جی، میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ ایجوکیشن اور ہیلتھ میں بھی ہم نے ایئر جنپی لگادی ہے۔ تیسرا sector ہے پانی، اُنمیں بھی ہم ایئر جنپی میں کام کر رہے ہیں۔ تو تھوڑا سا وقت میرے دوست ہمیں دے دیں اس حکومت کو دے دیں۔ ہم انشاء اللہ door step پر یہ مسئلے اتنے بڑے مسئلے نہیں ہیں۔ ماہی گیر گواہ کے ماہی گیر ہم ہیں ہم سے ہیں ہمارے بچوں کی جگہ پر ہیں ہمارے بھائیوں کی جگہ پر ہیں ہمارے بوڑھوں کی جگہ پر ہیں۔ تو یہ بھائی فاضل دوست اُس کو جذبیتی بنائے عورتوں کی طرف، بچوں کی طرف لے جانا یا چھی بات نہیں ہے۔ ہم کریں گے آپ تھوڑا سا ہمیں سانس لینے دیں کہ ہم تھوڑا سا آگے چلیں آپ رکاوٹ نہ بنیں۔ ہماری گزارش ہے اپوزیشن سے کہ ہمارا ستھدے۔ وہ چھ ماہ، آٹھ ماہ ایک سال تھوڑا سا صبر کرے پھر جو مسائل ہیں ہمارے ساتھ متحمل کے ان مسائل کو ہم کریں گے۔ اُن کے ساتھ متحمل کے کریں گے ہم اُن کو اپوزیشن نہیں سمجھتے یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ اس ایوان میں ہم جب اکٹھے ہوتے ہیں تو ہر مقام میں اکٹھے ہوتے ہیں بلوچستان کے جو مسائل ہیں وہ مشترکہ مسائل ہیں صرف ہمارا مسئلہ نہیں ہے کابینہ کا مسئلہ نہیں ہے موجودہ حکومت کا مسئلہ نہیں ہے جتنے مسئلے ہمارے لیے ہیں اُن ساتھیوں کے بھی ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ ایک دو ماہ انتظار کریں یہی ماہی گیر انشاء اللہ آپ کو کوئی میں آکے آپ کو کراچی میں آکے بتائیں گے کہ ہمارے مسئلے حل ہو گئے thank you very much.

وزیر حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: جی میدم!

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی: سردار صاحب! آپ نے کہا کہ عورتوں کی طرح

وزیر حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: نہیں نہیں میں نے کہا کہ عورتوں یا بچوں کو بچ میں لا کے ایک چیز کو جذبیتی مت بنا کیں۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی: کیونکہ آپ کی بھی تقریر ماشاء اللہ اتنی لمبی ہو جاتی ہے آپ کے الفاظ ایسے ہوتے ہیں۔

وزیر حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر: تو تھوڑا سا آپ اپنی memory کو اکٹھا کر لیا کریں سب چیز آپ کی memory میں آ جائیں۔ میں نے انکو جواب دیا ہے انہوں نے کہا کہ بچے عورتیں میں نے اُنکے جواب میں کہا خواتین کا میں نے پرسوں بھی کہا آج بھی ہماری آنکھوں میں آپ لوگوں کا احترام ہے۔ میرا خڑ حسین لانگو:

جناب اسپیکر! سردار صاحب نے بڑی تفصیل سے اس پر بات کی۔ جناب اسپیکر! اس میں

سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وقت دیں۔ اصل میں منکلہ وہاں ماہی گیروں کے ساتھ یہ ہے کہ وہاں بہت تیزی سے ڈولپمنٹ ہو رہی ہے۔ اور وہ روڈ جو express-way کے نام سے بن رہی ہے اُس کی وجہ سے سُر بندراہمارا affect ہو رہا ہے۔ اور میں کہنا چاہوں گا کہ نہ ہمارے پاس وقت ہے نہ ماہی گیروں کے پاس وقت ہے۔ نہ اس حکومت کے پاس وقت ہے۔ کیونکہ چار، چھ ماہ کے بعد اُس روڈ نے مکمل ہونا ہے۔ پھر آپ کریں گے کیا؟ پھر جو tunnel ہیں وہاں چھوٹی کشتوں میں ماہی گیری ہوتی ہے۔ چھوٹے پیمانے میں اور basically یہ جس جگہ سے آپ کی ایک پر لیں وے گزری ہے یہ مچھلیوں کی افزائش نسل کی جگہ ہیں۔ سمندر کے اپنے مزاج ہوتے ہیں۔ گہرے سمندر میں مچھلی کی افزائش نہیں ہوتی مچھلی وہاں آ کر انڈے دیتی ہے۔ اور اُس کی بچوں کی افزائش وہاں آ کر ہوتی ہے جہاں پانی کی لمبیں، جہاں تیز ہوا ہیں یہ چیزیں اُن کو disturb نہیں کر سکیں۔ اُن کی اپنی قدرتی natural سی اُس کی افزائش کی جگہ ہوتی ہیں۔ اگر ہم اُن کو disturb کریں گے تو چار، چھ سال بعد ہمارا سمندر ویسے بخرا جائیگا اور یہ جو گودار کے ماہی گیر ہیں اُن کی پارکنگ کی، جہاں اُن کشتوں آتی ہیں اُن کو یہاں un-load بھی کرتے ہیں اور اُن کی مرمت کی جگہ یہی ہے۔ اگر یہاں سے Express way گزرے گی اُس کی باقاعدہ بھرائی ہو رہی ہے۔ اور اُس بھرائی کی وجہ سے آپ کا سمندر پیچھے چلا جائے گا اُس سے ہمارے سُر بندرا اور ہمارے دوسرا پیشکان وغیرہ کے قریب جو مچھلی کی افزائش کی جگہ ہیں، وہ affect ہو رہی ہیں۔ وہاں جو سمندری کٹاؤ آ رہا ہے اور وہ تمام جو ہماری ساحلی پٹی ہے۔ پوری کی پوری وہ distribub ہو رہی ہے اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے سردار صاحب! جن tunnel کی بات کر رہے ہیں وہاں سے ہم نے گزرنے کے لئے اُن کے لئے شاید روڈ کے نیچے کوئی پیدل گزرنے کیلئے وہ راستے بنالیں گے۔ لیکن اُس tunnel میں کشتوں کیسے جائیں گی سردار صاحب۔ یہ ڈیزائن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو بھی efforts کرنی ہیں۔ پانی سر سے اُپنچا ہونے سے پہلے ہم نے کرنے ہیں کیونکہ یہ پرانکیش مکمل ہو گئے۔ پھر جو سردار صاحب خود بھی فرمارہے ہیں کہ یہی پیک کے پرانکیش ہیں۔ اور یہی پیک کے پرانکیش میں پھر صاحبان آئیں گے، وہ آپ کو ایک اینٹ بھی ہاتھ لگانے نہیں دینگے۔ اور جیسے سردار صاحب نے کہا کہ یہ لوگ کل کوئٹہ اور کراچی میں آ کر اپنی بات کھیں گے۔ اور مجھے خدا شہ بھی یہی ہے کہ ہمارے ساحلی پٹی کے لوگوں کے روزگار کو جس بیداری سے ہم روندھ رہے ہیں، یہی پیک کے حوالے سے ہمیں خدا شہ یہ ہے کہ یہ لوگ وہاں سے migrate نہیں کر جائیں یہ لوگ اپنے گھروں سے ڈر بدر نہ ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں کا روزگار سمندر سے وابستہ ہے۔ اگر ہم سمندر کو بخبر کر دیں گے تو سمندر کے

کھارے پانی کے کنارے پر رہنے کا کوئی جواز انکے پاس نہیں رہے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ لانگو صاحب۔ زیرے صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ ملک نصیر صاحب دو منٹ بات کرتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ جناب اسپیکر! میرے خیال میں یہ کوئی سوال جواب کا وقت نہیں ہے اگر بعض چیزیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اختر حسین نے اس کی اچھی وضاحت کی ہے۔ ہمیں اس میں زور زبردستی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کو سمجھنا چاہئے۔ یہ ماہی گروں کا ایک سنگیں مسئلہ ہے اگر وہ چھیرے جو سینکڑوں یا ہزاروں سال سے وہاں رہتے ہیں آج وہ متاثر ہو رہے ہیں اُن کے بارے اگر یہ اسمبلی کوئی اچھی قرارداد پاس کر کے اُن کے ذریعہ معاش کو بچاتی ہے۔ تو اس پر ہم سب کو متفق ہونا چاہئے۔ اور اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جو توجہ دلا دنوں یا زیر و آور کے حوالے سے ثناء بلوچ کا جو پوائنٹ ہے وہ ہذا point ہے اور یقیناً وہاں گوارد میں جو چھیرے جس صورتحال کا سامنا کر رہے ہیں۔ جس طرح کہا گیا کہ اب چند ہی ماہ کی بات ہے۔ تو وہ بڑی تباہی سے دوچار ہونے گے حکومت کو بجائے اس کے کہ ایک ثابت جواب دے دیں تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پھر حکومت کے وزراء اپنی جان غلامی کے لئے سابقہ حکومت پر تمام بوجھڈاں دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سابقہ دور میں جو کچھ ہوا ایمیکیشن میں ہوا، ہم نے میڈیکل کالج بنانے، اور الائی میں میڈیکل کالج بنانا اور الائی یونیورسٹی بنی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! پوائنٹ پر آ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ ان کو اتنا بولنے دیتے ہیں کہ سب لوگ bore ہو جاتے ہیں اُن کی وجہ سے۔ اور ہمیں آپ بولنے ہی نہیں دیتے۔ تو جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں میڈیکل یونیورسٹی بنی اور الائی میں میڈیکل کالج بنانے خدار میں یونیورسٹی بنی، تربت میں یونیورسٹی بنی۔ آج تربت یونیورسٹی کے سینکڑوں طلباء آج فارمن اسکالر شپ بن گئے ہیں۔ پانچ ہزار اسٹوڈنٹس کو ہم نے میرٹ پر بھرتی کیا۔ ہیلٹھ کے حوالے سے ہم نے اقدامات کیئے۔ امن و امان ہم سے پہلے جو صورتحال تھی، آج وہ امن و امان جو 2013ء سے 2018ء تک رہا۔ کوئی، چن شاہراہ محفوظ ہو گئی بن بھی گئی اور محفوظ بھی ہو گئی۔ کوئی، خدار جہاں death-squads تھے، وہ ختم ہو گئے۔ آج پھر وہ death-squads سر اٹھا رہے ہیں۔ آج پھر شاہراہیں غیر محفوظ ہیں ایک ڈاکٹر گزشتہ پندرہ بیس دنوں سے بازیاب نہیں ہو سکا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! پونٹ پر آ جائیں، یہاں ماری گیروں کا مسئلہ ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آج کی وہ اپنی کارکردگی بیان کریں وہ ماضی پرندہ الیں۔ دوسری بات یہ سامنے آ فیش گیلری ہے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی سیکرٹری صاحب، یہ حکومت کی بات مانتے تو آج اس آ فیش گیلری میں سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہوتے دس وزراء بیٹھے ہیں۔ اور ایک سیکرٹری بھی یہاں نہیں بیٹھا ہے۔ ہم جب بولیں گے تو کون نوٹ کرے گا؟ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ سیکرٹریز کو پابند کریں کہ جس دن جب اجلاس ہو گا وہ یہاں بیٹھے رہیں تاکہ عوامی جو نمائندے بول رہے ہوتے ہیں، وہ بحث کر رہے ہوتے ہیں، وہ ان کو سنیں۔ ان کو آپ پابند کرائیں۔ thank you very much.

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر ملکہ زراعت و کوارٹر یوویز): جناب اسپیکر! ایک دومنٹ میں لوں گا، جو نصراللہ زیرے صاحب نے بات کی میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو تربت اور لورالائی یونیورسٹی ہے یہ میرے خیال میں نواب محمد اسلم خان رئیسانی کے دو حکومت میں بنی ہے۔ اور آج ایک question جمع کروں گا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہمیں بتائے کہ 2013ء سے 2018ء تک کوئی ایک یونیورسٹی HEC میں اگر رجسٹرڈ ہوئی تھی یا کوئی ایک کالج اگر رجسٹرڈ ہوا تھا۔

میراختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ان کو دومنٹ بات کرنے دیں۔

میراختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! میں پونٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب اسپیکر! زمرک خان صاحب میرے بھائی میرے دوست ہیں میں صرف ان کی انفارمیشن کیلئے کہتا ہوں کہ جو صوبائی وزراء ہیں وہ جمع نہیں کر سکتے۔ question

وزیر ملکہ زراعت و کوارٹر یوویز: نہیں، نہیں! ہماری پارٹی کا ایم پی اے اسٹرخان ہے میں ان کے توسط سے توجع کر سکتا ہوں۔ تو نصراللہ صاحب میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تاریخ کوئی آگے پیچھے نہیں کر سکتا آپ مجھے بتائیں، آپ نے اسٹوڈنس کو اگر اسکا لرشپ دی ہے یا ان کے لئے کام کیا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے۔ وہ ہیلتھ میں، ایجوکیشن میں بہتری لاسکتے ہیں۔ کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہو آپ مجھے صرف یہ بتائیں کہ پانچ سالوں میں کوئی ایسا میکاپ اجیکیش جو بلوچستان کے لئے پچھلی حکومت نے بنایا ہو۔ جسے ہم کہہ دیں کہ پچھلی حکومت نے یہ کارنامہ کر کے دیا۔ آپ لوگوں نے تو سی پیک کو تو پیچ دیا۔ آپ نے وہاں سودا بازی کی۔

رانیوڈ میں بیٹھ کر اپنی حکومت بناتے رہے یا مری میں حکومت بناتے رہے۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کوئی سودا بازی نہیں ہوئی۔ ایک پیشکش پارٹی ہے۔ اگر آپ کی لیڈر شپ بھی۔۔۔ (مداخلت) یہ الفاظ واپس لیتے جائیں یہ الفاظ حذف کیتے جائیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کسی کو زیب نہیں دیتا کہ ایک پیشکش درکروکہ وہ کسی پارٹی کے اوپر اس قسم کا الزام لگائے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب قائم مقام اسپیکر: order in the House آپ تشریف رکھیں۔

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر مکمل داخلہ و قائمی امور): آپ کے الفاظ وزراء کے بارے میں ٹھیک ہونے چاہئیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: order in the House آپ سب تشریف رکھیں۔ میرضیاء آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر حکمہ زراعت و کاؤنٹریوز: اگر یہ الفاظ ان کو اچھے نہیں لگتے خیر ہے، وہ واپس کر دیں۔ میں ایک بات کرتا ہوں۔ جب یہ بات کر رہے تھے تو ہم نے درمیان میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ ثناء صاحب نے بھی ماشاء اللہ پندرہ بیس منٹ بات کی ہے۔ جب آپ ایجندے سے ہٹ کر جاتے ہیں۔ ثناء صاحب! آپ ماہی گیروں کی بات کر رہے تھے۔ ماہی گیروں سے ہٹ کر express way پر۔ دیکھیں! اگر آپ گوادر کی بات کرتے ہیں تو گوادر سے بہت سی چیزیں مسلک ہیں۔

میراختر حسین لانگو: زمرک خان بھائی ماہی گیر express way کی وجہ سے affect ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اختر حسین صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر حکمہ زراعت و کاؤنٹریوز: لانگو صاحب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ درمیان میں نصراللہ خان زیرے صاحب نے خود اٹھ کر وہ باتیں شروع کی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں نے کیا کیا تھا۔ پچھلی حکومت کو کارکردگی دکھانی چاہئے۔ یہ انہوں نے شروع کیا میں نے نہیں کیا۔ میں تھوڑی سی کلیئر فلیشن کرنا چاہتا ہوں ہم اُس وقت اپوزیشن میں تھے جب ہم نے ان سے کہا کہ بھئی جس طرح آپ حکومت کو چلانا چاہتے ہیں کل ہم ادھر ہو گئے اور آپ اپوزیشن میں ہو گئے تو ہم بھی آپ کو اسی طرح چلاں گے۔ احتجاج پر لوگ کیوں بیٹھتے ہیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ملک نصیر احمد شاہووالی: جناب اسپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں میرے خیال میں یہ معاملہ نہ مٹ جائے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: order in the House آپ سب تشریف رکھیں۔

ملک نصیر احمد شاہووالی: جناب اسپیکر! اصل بات یہ ہے کہ سردار صاحب بار بار میرے خیال میں گزشتہ دس اجلاسوں میں اٹھ کر یہ کہہ چکے ہیں کہ سابقہ قوم پرستوں کی گورنمنٹ۔ دیکھیں! قوم پرستوں سے جو بھی پچھلی

گورنمنٹ تھی اُس میں ہم BNP تو نہیں تھی۔ اگر ان کی گورنمنٹ ایک مخلوط گورنمنٹ تھی پھر بھی اُس کا دم اس میں fit تھا جو گزشتہ چالیس سالوں سے یہ صوبہ بنا ہوا ہے۔ ہمیشہ ان کی گورنمنٹ رہی ہے۔ ان کو کیوں نہیں دیکھا جاتا ہے۔ تو بار بار جو یہ سابقہ قوم پرستوں کی گورنمنٹ ۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب! آپ پوائنٹ پر آ جائیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ولی: جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے ۔۔۔ (مدخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب! اور اچکزئی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر ملکہ زراعت و کوآپریٹوں: آپ نے کہا کہ یہ 2013ء سے ہو رہا ہے۔ تو کس گورنمنٹ نے کی ہے، یہ آپ نے خود پیش کیا ہوا ہے۔ بھائی! نام نہاد قوم پرستوں کی حکومت تھی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اچکزئی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میرے خیال میں اس کو نہاد دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! صرف ایک دو منٹ اپنڈے پر بات کریں۔ جی اسد صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر ملکہ خوارک و سماجی بہبود): جناب اسپیکر! ثناء صاحب نے جو بات ہمارے ذہن میں ایک سوال اُبھر کر آ رہا ہے۔ گوادر کو ہم لوگ اپنا political-key کیوں بنارہے ہیں؟ politics کیلئے چاہے یہاں یا وہاں سے۔ اس وقت گوادر کے غریب والا چار عوام کو ٹریڈری کی بھی ضرورت ہے اور اپوزیشن کی بھی ضرورت ہے۔ گوادر کے ہر گھر سے ایک آواز بلند ہو رہی ہے کہ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے، جنہوں نے آپ لوگوں کو ذمہ داری کا موقع دیا ہے۔ ہمیں سن، وہ دون پہلے ہماری پارٹی کے مرکزی human-rights کے سیکرٹری سعید فیض مانی گیروں کے جلوس کی قیادت کی آج پر لیں کانفرنس کر رہے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ گوادر کے ماہی گیروں کا جو بنیادی مسئلہ ہے اس وقت جو تحریک چلا رہے ہیں۔ ہم ہر اول دستے کے تحت جام صاحب کی قیادت میں اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان ساتھیوں سے میری request یہی ہے۔ کوئی بھی بلوچستان کا مسئلہ جوانہ رہنی ہو۔ ایک دفعہ چیمبر میں آئیں، ہمیں سُنیں، اگر ان کو ایسا کوئی تلخ جواب ملا اُسکے بعد وہ جتنا وہاں بول سکتے ہیں بولیں۔ اس مسئلے پر جو وہ کہ رہے ہیں یہاں ہماری نیت بھی یہی ہے اور اُنکی نیت ہے (ڈیک بجائے گئے) باقی جہاں تک جو مرکز کا مسئلہ ہے یہ ساتھی جو تیاری کر کے آتے ہیں۔ مرکز جو ہمارے متعلق ہے، بلوچستان کے متعلق ہے۔ بلوچستان کے عوام کے متعلق ہے۔ مل بیٹھ کر ہم آگے بڑھیں گے۔ خوبصورت بناؤ اس اسمبلی کو۔ یہ الفاظ ختم کریں جس دن شروع سے آئے اور روایات کو برقرار رکھا،

اس بلوچستان کی روایات کو برقرار رکھ کر، اپنے مسئللوں کو حل کریں۔ کسی کے بارے میں آپ غلط الفاظ استعمال کریں گے۔ وہاں سے آواز آئیگی۔ وہاں سے غلط الفاظ استعمال ہونگے۔ یہاں سے سخت الفاظ میں اسکا جواب دیا جائے گا۔ وہاں سے ہمیں شیرین آواز کی توقع ہے۔ اور یہاں سے جواب بھی شیرین ہو۔ اور انشاء اللہ اس مسئلہ کو جام صاحب آئینگ اُنکے ساتھ ملکرا سکول حل کریں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ میری اپنی ذاتی بڑی خواہش بھی رہتی ہے کہ اس اسمبلی کا جو ڈیکورم ہے وہ باقی پاکستان کی اسمبلیوں کیلئے ایک مثال بن۔ ایک روایت بنی اور بن بھی گیا ہے شروع میں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس اسمبلی میں جو بھی شروع دن سے لیکر یہ ہمارا چوتھا یا پنچواں اجلاس ہو رہا ہے۔ اس میں بلوچستان سے متعلق پانچ سے چھ اہم مسائل ہیں۔ جو تاریخی حوالے سے بلوچستان کی معیشت بلوچستان کی سیاست بلوچستان کے وسائل اور وفاق کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے اہم ہے وہ اسی اپوزیشن میں ہم ہی لائے ہیں۔ اور ہماری خواہش بھی تھی ہم نے بڑے دلیل، مدلل انداز میں، facts کیسا تھ، کے ساتھ، Law کے ساتھ، constitution کیسا تھ relate کر کے اس دوستوں کی راہنمائی کی۔ کیونکہ بلوچستان جب تک یہ حکومت بھی اچھے طریقے سے بلوچستان کیلئے مفادات کے حوالے سے اپنا حصہ نہیں لیتا اس وقت ہمارے لوگ بھی اس سے متاثر ہوں گے۔ بالخصوص جناب اسپیکر! میں چھوٹی سی مثال دوں س طرح اسد بھائی نے یہ بات کی۔ دیکھیں! آپ کو یاد ہے اکتوبر میں میں سیندھ کے متعلق ایک قرارداد لے آیا سیندھ کے متعلق قرارداد میں بڑی تفصیل کیسا تھ ہم گئے اور اس سے متعلق ایک کمیٹی بنی۔ 12 افراد پر مشتمل۔ اور میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ اگر سیندھ کے صرف معاملے پھر آپ تفصیل کیسا تھ جائیں بلوچستان کو جناب والا! ایک میں ارب روپے کے قریب آپ کو فائدہ مل سکتا ہے۔ 12 ارب روپے کے مفاد کو اس لئے قطع نظر پیچھے چھوڑا جا رہا ہے کہ چند افراد کا اس میں مفاد ہے۔ ایک میٹنگ بھی اس کی نہیں ہوئی۔ ہم نے یہاں کہا کہ کمیٹی بنائیں۔ کمیٹی بن گئی اکثریت حکومتی ارکان ہے آج تک اس کا اجلاس بلا یا نہیں گیا۔ قحط سالی پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا ہر شہری متاثر ہے۔ ہم قرارداد لائے پوری بین الاقوامی سطح پر آج اگر UN کی ایجنسیاں، 12 اضلاع میں سروے کر رہی ہیں۔ وہ initiative یہاں بڑے مدلل انداز میں ہم نے پیش کیا۔ جناب اسپیکر! صرف آپ کی معلومات کیلئے ہے۔ دیکھیں اس وجہ! نے اچھی بات کی کہ آگے چیزیں میں مسائل کو اٹھائیں اور اگر مطمئن نہیں ہوں تو یہاں یہ بڑا important-forum ہے۔ اس forum

کے توسط سے پورے بلوچستان کے لوگوں کو یا آگاہی ہوتی ہے کہ کون سے مسائل ہیں ان پر ہم نے کیا پیشافت کی ہے۔ ہم نے drought کے حوالے سے تباہیز دیں لیکن آخر میں کینٹ میں بغیر صلاح مشورے کے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شنا بلوچ صاحب! آپ پوائنٹ پر آ جائیں۔

جناب شنا بلوچ: سر! میں پوائنٹ پر آ رہا ہوں۔ کیونکہ اس کی ضروری ہے کہ یہ سال کا آخر ہے 19-2018ء کے حوالے سے انشاء اللہ سمووار کو ہم اس پربات کریں گے۔ دیکھیں drought کے حوالے سے پچاس کروڑ روپے آپ لوگوں نے رکھے۔ اگر آپ ہم سے صلاح مشورہ کرتے آپ اگر اس کو تقسیم کریں 12 ہزار افراد میں تو فی کس جو متاثرین ہیں ان کو صرف چار ہزار روپے ملیں گے۔ اگر اس کو ایک لاکھ متاثرین میں تقسیم کریں تو جناب والا! چار سو روپے بھی فی کس متاثرین کو نہیں ملیں گے۔ میں توجیہ ان ہوں جب یہ کینٹ میں میٹھتے بھی ہیں کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو calculation، facts، حلقہ، important ہوتے ہیں۔ ہم یہ قرارداد لائے، اس میں کوئی سیاست نہیں ہے میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان کے عوام میں پائی جانے والی احساس محرومی، اسی طرح کے معاملات کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ گوادر ہماری شہ رگ ہے۔ میں نے پچھلے اجلاس میں کہا وہ پاکستان کیلئے بہت بڑا strategic-asset ہے۔ وہ بلوچستان کیلئے ہیں۔ لیکن گوادر کے ارڈر کر رہنے والے لوگ، گوادر کے حقیقی باشندے ہیں وہ مالک ہیں۔ گوادر ہے اگر آج گوادر کے میں نے بچوں اور عورتوں کا ذکر کیا، یہ ایمانداری سے میں آپ سے کہہ رہا ہوں جناب والا! اپنے ڈپٹی کمشنر سے رپورٹ لیں بارہ دنوں سے ایک بھی کشتی سمندر میں نہیں گئی نہ کوئی چھلی پکڑ سکے نہ وہاں سے کوئی ان کاروزگار۔ ان کی روزی روٹی کھانا پینا سب اسی کے اوپر depend کرتا ہے۔ اور تو کوئی روزگار نہیں تو وہ بچ واقعی بھوک سے مر رہے ہیں ان کا چولہا جل نہیں رہا ہے اور وہ جو ماہی گیر جن کی قیادت آپ کی پارٹی کے دوست کریں ہمارے کریں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اکیسویں صدی میں۔ چھوٹی سی آپ کو مثال دوں۔ OPEC، oil producing countries جو ایک income per capita کے ادھر ایک سیکڑی سے بیور و کریٹ سے نج سے زیادہ ہے۔ یعنی ان کی ماہانہ آمدن۔ جبکہ صرف گوادر ایک عرصہ ہوتا تھا جب سارے سعودی سے لیکر یہ ملکوں کے لوگ آ کے ہمارے لوگوں کیسا تھا مزدوری کرتے تھے ماہی گیروں کیسا تھا آج ہمارے ماہی گیر نان شیخیہ کے محتاج ہو گئے ہیں یہ غلط پالیسیوں کی وجہ سے۔ اسی لئے میری درخواست ہے حکومت اگر اس میں مخلص ہے،

آئے، گودرز مول بلوچستان کیسا تھوڑے سائل سات سوکھو میر پر طویل ساحل کے ماہی گیروں کو جو خطرات درپیش ہیں، جو ترقی کا تیز عمل ہے سی پیک کا عمل ہے اس میں ان کے ماحولیاتی، معاشری اور معاشرتی جو بھی مسائل ہیں ان کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائے۔ جب تک آپ کمیٹی نہیں بنائیں گے ہم کہیں کہ جی ایک tunnel بن رہا ہے۔ ہم کہیں گے کہ جی اس کے اوپر سے گاڑی جارہی ہے اور نیچے سے کشتی نکلے گی۔ نہیں یہ اس کا تعلق ثقافت سے ہے ان کی آباد اجداد کی جائیداد سے ہے ان کے قبرستانوں سے ہے ان کی ماہی گیروں کی صنعت سے ہے ان کی اس طبق سے محبت اور لگاؤ سے ہے۔ یہ کوئی صرف ایک ماہی گیر کی روزی روٹی کا بھی مسئلہ نہیں ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جناب اسپیکر! کہ آپ اس پر رونگ دیں۔ بیشک چارا را کین وہاں سے لیں، تین یہاں سے لیں۔ وہ حکومت میں ہیں اکثریت ان کی ہے۔ لیکن اس کو سنجیدگی کی بنیاد پر کمیٹی بنائیں۔ آپ بارہ سے تیرہ ایک دو چاروں visit ہو، گودرز میں ماہی گیروں کو سینیں گے۔ ان کی جو سفارشات ہیں یہاں لے آئیں گے۔ اگر اس اسمبلی نے منظور کی وہ cabinet اور federal government کیسا تھا ہم take-up کریں گے۔ شکر یہ جناب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن نیکناوالی اور پاپو لیشن ویلفیر: جناب اسپیکر صاحب اجہاں تک سوال ہے انکا کہ کمیٹی بنانے کا۔ آپ کا رولز آف برس میں ہے قاعدہ نمبر 170 کا (الف) اس میں چیز مینوں کی کوسل قائمہ کمیٹی اور فنکشنل کمیٹیوں کے تمام چیز مینوں پر مشتمل ایک کوسل آف چیز میں، چیز پر سفر ہوں گی۔ جس کی سربراہی اسمبلی کا اسپیکر یا اسپیکر کا نامزد کردہ کوئی رکن اسمبلی کریگا۔ تاکہ قائمہ کمیٹیوں اور فنکشنل کمیٹیوں کے باہمی ربط سے متعلق کسی بھی معاملہ پر غور کیا جائے۔ 2۔ اسپیکر صوبائی اسمبلی، کوسل کا اجلاس اسمبلی، اجلاس کے دوران جب اور جہاں ضرورت ہو طلب کریگا۔ یہ میں نے آپ کو رولز quote کر دیے جناب اسپیکر صاحب! تو آپ سے گزارش ہے کہ اس پر رونگ دیدیں کہ آئندہ۔ میڈم راحیلہ کے زمانے میں تقریباً آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ پہلے یہ بلائی جاتی تھی لیکن اس اسمبلی میں ابھی تک اس کا ایک اجلاس بھی نہیں ہوا۔ تو ہمارے جو بھی پارلیمانی قائد ہیں ان کی یا ان کی نامزد کردہ نمائندوں کی۔ جب بھی اسمبلی کا اجلاس ہو آپ سے گزارش ہے کہ قاعدہ نمبر 170 (الف) کے تحت یہ آپ کے چیبیر میں بیٹھ کے تمام برس کو ایک نظر دیکھیں۔ وہاں debateable ہے جو دیں kill ہوتا ہے تو دیں kill ہو جائیگا جو مشترک طور پر یہاں لانے کا اسمبلی میں وہ ہے۔ اب رہ گیا اس کا کہ یہ جو شاء صاحب کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی۔ ہمیں کمیٹیوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں یہ لوگ چاہتے

میں ہمارے ساتھی چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے کہیں پر بھی چاہیے وہ drought ہو، مجھیروں کا مسئلہ ہے بیوکیشن کا مسئلہ ہے بیلٹھ کا مسئلہ ہو، ہم اس کا حل نکالیں ہم نے اس پر اسمبلی میں پوائنٹ اسکورنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ نہ ہم یہ چیز کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں گزارش کروں گا ضرور۔ ایک چیز دیکھیں آپ ایک روڈ بنانے پاہتے ہیں۔ تو پرانے روڈ کو آپ اکھاڑتے ہیں ضرور ادھر تکلیف ہوتی ہے پریشانی ہوتی ہے۔ چند دنوں کی اس کے بعد دوسری بہتر چیز لائی جاتی ہے۔ میں مان لیتا ہوں کیونکہ میں مہینہ ڈیڑھ سے گوارننیس گیا ہوں۔ میرے وست بیٹھے ہیں مکران کے۔ گزارش یہ ہے کہ first-phase میں یہ میں بتاؤں آپ کو آپ کے علم میں راؤں کے وہ جو tunnel بنایا جا رہا ہے ایکسپریس وے میں بڑی سے بڑی کشتی بھی ان کے ذریعے ان کے کاؤں تک چلی جائیگی۔ اور اس طرف پلیٹ فارم تک چلی جائیگی، مرمت کیلئے یا سیمپٹی کیلئے ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ان کو بارہ دن سے مطلب ان کا چولہا نہیں جلا۔ میں نے یہی عرض کیا کہ initially ان کو ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں ہم اس سرزی میں کے پیداوار ہیں یہاں ہمارا جینا مرزا ہمارا قبرستان یہ سرزی میں ہے، بسم اللہ کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہوئے ہیں۔ ہمارے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ اپنے آفس میں کوئی بھی مسئلہ ہے آپ تشریف لے آئیں بسم اللہ ہم آپ کو خوش آمدید کہیں گے کوئی بھی مسئلہ، یہ تو نہیں ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ ہم جا کے لا ہو رہیں حل کریں گے یا کراچی میں حل کریں گے۔ یہاں ہم آپ کیساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں ہمارے گھر کے دفتروں کے دروازے آپ لوگوں کیلئے کھلے ہیں کوئی بھی مسئلہ اس میں باہمی طریقے سے کوئی ووٹ جس طریقے سے جس کا حلقة دیتا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ہے جہاں نوی مسئلہ ہو گا بلوچستان کی سرزی میں کا مسئلہ ہو گا دیکھیں! یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ ہماری کابینہ نے کھلے عام کہ ایک انج بلوچستان کا کسی کو ملکیت پر نہیں دیا جائیگا foreigners کو، ہماری میٹنگ چل رہی تھی کیسا تھا ہماری بات ہو رہی تھی اس نے اس سرزی میں کہا کہ جی ہم اٹھا کے نہیں لے جائیں گے یہ Chinese delegation جو نمازندہ تھا ہمارے سی ایم نے سختی سے اس کو کہا کہ ایک انج زمین کا آپ اُنک نہیں بن سکتے۔ یہاں کے لوکل کو آن بورڈ لیں، ان کے ساتھ جو بھی کرنا ہے یا lease اپریاپی پی کے تحت آپ جو بھی کرنا چاہیں گے۔

نناب قائم مقام اسپیکر: سردار صاحب پوائنٹ پر آ جائیں۔

وزیری مکملہ سائنس و انفارمیشن میکنالوجی اور پاپلیشن ولیفیسر: جی جی، میں یہی بتا رہا ہوں۔ ادھر سے دو ساتھی جائیں، آپ چُن لیں پلیز۔ جی میں اسی پر آ رہا ہوں آپ اپنے دوآدمی منتخب کریں، ہم ہمارے ساتھی جو مکران

سے تعلق رکھتے ہیں وہ ان کے ساتھ چلے جائیں گے یہ visit کریں، وہاں کیونکہ یہ پراجیکٹ ہماری گورنمنٹ کے دور میں شروع نہیں ہوا۔ اس کے جو معاملہ ہاتھوئے ہیں پچھلی حکومت کے پھر کہتے ہیں کہ جی پچھلی حکومت پچھلی حکومت میں معاملہ ہوئے ہیں یہ ایک پرسیں وے کا بھی نقشہ تھا جو چیز تھی پچھلی حکومت میں ہوا ہے۔ ہم خوش آمدید کہتے ہیں ان کو یہ ابھی اس فلور پر ہمیں دونام دیدیں۔ ہمارے سکران کے ساتھی ان کیسا تھوڑے چلے جائیں گے میں چلا جاؤں گا نصیب اللہ صاحب چلے جائیں گے کوئی بھی چلا جائیگا۔ وہاں دیکھیں، جو بھی مزید بہتری کی سورجخال بنتی ہے ہم ان کے ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ جی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ اس پر میرے خیال سے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر حکومہ داخلہ و قبائلی امور: اس میں وزیر صاحب کو جواب دینا چاہیے، لیکن جب یہ میٹنگ ہو رہی تھی ماہی گیروں کیسا تھا اور ان کے ان مسئللوں کیسا تھا اس وقت میں اور سردار صاحب ایک دو وزیر، وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ تھے اس لئے سردار صاحب بہتر طریقے سے آپ کو بریف کر سکیں۔ آپ لوگ میرے خیال میں تھوڑا صحیح بریف نہیں چاہتے ایسا گڑ بڑ کر کے پاس کرنا چاہتے ہیں۔

شیربرائے وزیر اعلیٰ محکمہ ماہی گیری: اپوزیشن والے ایک بندہ دے دیں، ہم بھی دے دیں گے جو مسئلہ ہے انشاء اللہ جا کرو ہاں بات کریں گے اس کو حل کریں گے۔ ثناء صاحب! آپ بھی دو بندہ دے دیں ہم بھی لیتے ہیں جا کرو ہاں بات کریں گے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان کو حل کریں انشاء اللہ یہ ہمارا اپنا issue ہے وچتناں کا issue ہے۔ ماہی گیر ہمارے اپنے لوگ ہیں ہمارے اپنے بھائی ہیں ہم دل سے کرتے ہیں ماہی گیروں کا مسئلہ ہم حل کریں۔ ہم کو بھی بتتے ہیں میں خود اس بات کا احساس ہے درد ہے۔ ہم آپ کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہمارا اپنا issue ہے ہمارا اپنا علاقہ ہے ہمارے اپنے لوگ ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے، آپ تین، تین نام مجھے بھجوادیں 31 دسمبر کا جو اگلے اسیشن ہے اس میں ہم اعلان کر دیں گے اور اگلے اجلاس میں، جو بھی اجلاس ہوگا آج کے بعد دھ گھنٹے پہلے ہمارے سارے جو لیڈر ان صاحبان ہیں، وہ اسپیکر چیمپر میں آ کر ایسی باتوں کو discuss کر دیا کریں پہلے، تاکہ یہ مسئلے حل ہوں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سو ماوراء 31 دسمبر 2018ء بوقت سہ پہنچنیں بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 جگہ 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)